ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 8 ربیع الثانی 1433ھ 2 تا 8 مارچ 2012ء | شمارہ 9 | فون 7656730 فیکس 7659847

ممتاز عالم دین حافظ عبدالمنان نورپوری کا سانحہ ارتحال

ممتاز دینی درس گاہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے نائب صدر مدرس نامور عالم دین شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نورپوری 70 برس کی عمر میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون. حافظ صاحب کی نماز جنازہ جناح پارک جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں شیخ الحدیث حافظ عبدالسلام بھٹوی نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ عبدالوہاب روپڑی، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، پروفیسر ساجد میر، مولانا عمر صدیق، میاں محمد جمیل، مولانا عبداللہ نثار، قاری جمال الدین، مولانا سلیمان شاکر، میاں محمد سلیم شاہد، قاری محمد حنیف مدنی، مولانا بلال احمد، حافظ امتیاز احمد، مولانا اسحاق حقانی، مولانا عبدالجبار مدنی، مولانا صلاح الدین غوری، مولانا عبدالشکور، حافظ عابد سلمان روپڑی، قاری شاہد محمود، مولانا محمد شفیع، قاری فیاض احمد، قاری محمد یحییٰ، قاری عبدالحمید سلفی، وقار عظیم بھٹی ودیگر اہم شخصیات اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ حافظ صاحبؒ کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں ہاشمی کالونی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

مرحوم 42 کتب کے مصنف اور 48 سال سے قرآن حکیم کی تفسیر اور حدیث نبوی ﷺ پر درس دے رہے تھے

حافظ عبدالغفار روپڑی ودیگر رہنماؤں نے اپنے تعزیتی بیان میں حافظ عبدالمنان نورپوری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اہل پاکستان ایک درویش صفت عالم اور مجتہد سے محروم ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلاء صدیوں پُر نہیں ہو سکے گا۔ حضرت حافظ صاحب نورپوری کا وجود اہل اسلام کے لیے ایک نعمت عظمیٰ اور آیۃ من آیات اللہ تھا اور ان کا دنیا فانی سے رخصت ہو جانا موت العالِم موت العالَم کا مصداق ہے۔

ادارہ ''تنظیم اہلحدیث'' اور تمام اراکین جماعت اہلحدیث پاکستان دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحبؒ کی لغزشوں سے چشم پوشی فرماتے ہوئے ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

آداب جمعۃ المبارک اور فضیلت

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من توضافاحسن الوضوء ثم اتی الجمعۃ فاستمع وانصت غفرلہ مابینہ وبین الجمعۃ وزیادۃ ثلاثۃ ایام ومن مس الحصافقد لغا.

(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبۃ، حدیث:۸۵۷)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے کے لیے آیا اور پوری توجہ سے خطبہ سنا اور خاموش رہا۔ تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کی درمیانی مدت اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا، اس نے لغو کام کیا''۔

جمعے کے دن اچھے طریقے سے، وضو کرنا، یعنی سنت کے مطابق اعضاء کو اچھی طرح دھونا پانی کے استعمال میں اسراف نہ کرنا اور اعضاء دھونے میں تین مرتبہ سے زیادتی نہ کرنا، اچھی طرح وضو کرنا ہے۔ پھر جمعے کے خطبے کو مکمل توجہ، دھیان اور خاموشی سے سماعت کرنا، کنکریوں اور تنکوں وغیرہ سے کھیلتے رہنا لغو کام ہیں ان سے گریز کرنا چاہیے۔ ان آداب کو ملحوظ رکھنے سے دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جمعہ کے دن غسل کرنا بھی مستحب ہے بلکہ اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اذا جاء احدکم الجمعۃ فلیغتسل**. جب تم میں سے کوئی شخص جمعے کی ادائیگی کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرلے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب فضل الغسل یوم الجمعۃ، حدیث:۸۷۷)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **غسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم**. کہ جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ آدمی پر واجب ہے۔ یہاں واجب سے مراد یا تو حقیقت میں واجب ہے یا پھر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ لیکن کم از کم غسل کرنا افضل ضرور ہے۔

جمعے کے لیے خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں آنا چاہیے۔ کیونکہ فرشتے صرف ان لوگوں کا ثواب درج کرتے ہیں جو خطبے سے پہلے آئیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعے کے دن غسل جنابت کی مانند (خوب اچھی طرح) غسل کیا، پھر پہلی ہی گھڑی میں جمعہ کے لیے آیا تو گویا کہ اس نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیا اور جو اس کے بعد والی گھڑی میں آیا تو گویا اس نے ایک گائے قربان کی اور جو تیسری گھڑی میں آیا تو گویا اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی کا صدقہ کیا اور جو پانچویں گھڑی (نمبر) میں آیا تو گویا اس نے ایک انڈہ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ پس جب امام (خطبے کے لیے گھر سے) آیا نکل آئے تو فرشتے مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔ (نام درج کرنے والا رجسٹر بند کر لیتے ہیں)۔

جمعے کی ادائیگی میں بہت سستی سے کام لیا جاتا ہے۔ بطور خاص خطبہ جمعہ کے سننے کے لیے لوگ اہتمام ہی نہیں کرتے، صرف نماز جمعہ کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اور اپنی مرضی سے جمعہ کے لیے آتے ہیں۔ ایسے لوگ جمعہ کے ثواب سے محروم رہتے ہیں، اور عبادت کا حق بھی ادا نہیں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آداب جمعہ کا لحاظ رکھتے ہوئے جمعہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین یارب العالمین

☆.........☆.........☆

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

مدیر مسئول

حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 9

8 ربیع الثانی ☆ 1433ھ

2 مارچ ☆ 2012ء

C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید

مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی

معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی

نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم

مینجر: شہادت طور

0300-4583187

کمپوزنگ/ڈیزائننگ :وقار عظیم بھٹی

0300-4184081

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ النساء	6
شریعت اسلامی کے ماخذ	10
بے لوث محبت	12
عورت اسلامی معاشرے میں	15
"توفی" کی وضاحت	17

زرِ تعاون

فی پرچہ - 7 روپے

سالانہ - 300 روپے

بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث"، رحمن گلی نمبر 5

چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

افغانستان میں امریکی فوجیوں کے ہاتھوں
قرآن مجید کی بے حرمتی اور امت مسلمہ کی بے حسی

بگرام ایئر بیس پر بدبخت امریکی فوجیوں نے نہ جانے کتنے قرآن مجید کے نسخے نذر آتش کیے اور کسے معلوم یہ شرمناک حرکت کب سے جاری تھی وہ تو ائیر بیس پر کام کرنے والے افغان مزدوروں نے قرآن مجید کے جلے ہوئے اوراق اور ادھ جلے قرآن مجید کے نسخے دیکھ کر واویلا شروع کر دیا اور یوں یہ اندوہناک سانحہ طشت از بام ہوا۔ احتجاج کرنے والے ان مزدوروں کو بدبخت امریکی فوجیوں نے پہلے ربڑ کی گولیوں سے منتشر کرنے کی کوشش کی اور بعد ازاں فائرنگ کر کے ان نہتے مزدوروں کو خاک وخون میں تڑپایا۔ امریکی فوجیوں نے یہ پہلی جسارت نہیں کی گوانتاناموبے کی جیل سے جیل کی بجائے عقوبت خانہ کہنا چاہیے وہاں قرآن مجید کے اوراق کو جس طرح استعمال کیا جاتا تھا اور قرآن کے اوراق کو جس طرح فلش میں بہایا جاتا تھا اس سے وہاں قید مسلمانوں کی شدت اضطرار سے چیخیں نکل جاتی تھیں اور یہ درندے شیطانی قہقہے لگاتے تھے۔

عفت مآب عافیہ صدیقی کو بے لباس کر کے قرآن پاک کے اوراق منتشر کر کے دور اس کے کپڑے رکھ دیئے جاتے اور کہا جاتا اگر کپڑے پہننے ہیں تو قرآن کے ان اوراق کے اوپر سے گزر کر آؤ لیکن وہ پاک ارواح جن کے نزدیک قرآن مجید ان کی جان، ان کی عزت وآبرو سے بھی زیادہ عزیز ہے وہ ان درندوں اور وحشیوں کے درمیان برہنہ بیٹھی رہتی لیکن اوراق قرآنی کی حرمت پر اپنی حرمت کو قربان کرتی رہی۔ پھر یہی وحشی جانور اس عفت مآب پر ایسے ایسے وحشیانہ جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد کرتے کہ اس کی چیخوں سے یہ کرۂ ارض بھی لرز اٹھتا تھا لیکن جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں، غیرت مر چکی ہو، انسانیت ان کے متعفن ڈھانچوں میں دفن ہو چکی ہو ان کے لیے مظلوموں کی چیخ و پکار ان کی کمینہ فطرتی اور درندگی کی تسکین ہوا کرتی ہے۔ جہاں ایک بدبخت عیسائی پادری نعوذ باللہ قرآن مجید کے خلاف مقدمے کی سماعت کر کے اسے پھانسی کی سزا سنائے اور جہاں اس کتاب مقدس کو نذر آتش کرنے کا دن منایا جائے اور اس نعرے کو عام کیا جائے کہ ہر شخص ایک قرآنی نسخے کو نذر آتش کرے ایسے انسان نما جنگلی جانوروں کے لیے مذمت، احتجاج، احتجاجی قرار دادیں، ریلیاں، جلوس، ہڑتالیں کیا معنی رکھتی ہیں، ان کے لیے تو امت مسلمہ کے ایک ایک فرد کو غازی علم الدین شہید بننے کی تربیت دینا ہی مسئلے کا حل ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جب تک قرآن اور صاحب قرآن (محمد ﷺ) سے اپنے ماں، باپ، اولاد غرضیکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہیں کریں گے تو ہمارا اسلام لانا ہمارے کسی کام نہیں آئے گا؟

آج دنیا بارڈروں میں تقسیم ہے، ایک ملک کی سرحد کے اندر داخل ہونے کے لیے اس ملک

کا ویزا لینا ضروری ہے، اسلام دشمنوں نے اپنی ملکی حدود کو مجاہدوں کی یلغار سے محفوظ رکھنے کے لیے ویزے کی شرائط انتہائی کڑی کر دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ اسلام دشمن طاقتیں قرآن اور صاحب قرآن محمد عربی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہیں، ملعون سلمان رشدی ہو تسلیمہ نسرین ہو ختم نبوت کے ڈاکو مرزا دجال کی امت ملعونہ ہو یا کوئی بھی اسلام سے دشمنی رکھنے والا ہو یہ شیطانی ریاستیں نہ صرف اس کے لیے پناہ مہیا کرتی ہیں بلکہ دنیا کا وہ مال جو مردہ کتے سے بھی بدتر ہے اس سے ان کی امداد کی جاتی ہے، ایسی ریاستوں سے رسمی احتجاج ایک سعی لاحاصل ہے آج اس کرۂ ارض پر پانچ درجن کے قریب مسلمان ممالک ہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ یہود و نصاریٰ کی اس شیطنت پر جہاں سوا ارب مسلمانوں کے کلیجے چھلنی ہو جاتے ہیں کیا مجال ہے کہ کسی ایک اسلامی ملک کے سربراہ نے ان شیطانی ریاستوں کے حکمرانوں کو پیغام دیا کہ اب ہمارے لیے تمہارے ساتھ سفارتی، تجارتی یا ثقافتی تعلقات رکھنا ناممکن ہے۔ 56 اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک نے بھی ایسی ناپاک جسارت پر کبھی مغربی ملک کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع نہیں کیے کس لیے؟ یہ مسلمان حکمران حکومت کو عطیہ خداوندی سمجھنے کی بجائے امریکہ کی نوازش سمجھتے ہیں، ہم پاکستانی قوم کا تو مسئلہ ہی مختلف ہے ہمیں تو غیر مسلموں کی اس جسارت پر زبان و قلم اٹھانے سے پہلے شرمندگی کا وہ طوق اپنے گلے میں نظر آتا ہے جو غیر مسلم نہیں پاکستان کا سیدزادہ حکمران ہمارے گلے میں ڈال گیا ہے۔ جامعہ حفصہ کی وہ یتیم طالبات جن میں سے اکثریت کشمیری زلزلہ زدگان کی تھی جن کے والدین زلزلہ میں شہید ہو گئے اور اب ان کا گھر ان کے والدین ان کا قبیلہ کنبہ یہی جامعہ حفصہ تھا۔ جس بے دردی کے ساتھ فاسفورس بموں کے ذریعے قرآن و حدیث کی ان طالبات کو بھسم کیا گیا اور پھر ان کے ادھ جلے ہوئے اعضاء اور قرآن مجید کے ادھ جلے ہوئے اوراق اور کتب احادیث کے نیم سوختہ اوراق جس طرح اسلام آباد کے گندے نالوں سے برآمد ہوئے اور بدطینت حکمران نے جس طرح یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لیے یہ کالک اپنے ماتھے پر ملی اس سے وہ اکیلا بدبخت ہی نہیں بلکہ پورا ملک اور پوری قوم کبھی بھی احساس ندامت سے نکل ہی نہیں سکتی۔ جس ملک میں سے ایسے ملحد اور بے غیرت کو گارڈ آف آنر پیش کر کے باعزت رخصت کیا گیا ہو وہ ملک پہلے اس کی سیہ کاریوں کے سبب تاریخ کے بدترین زلزلے کا شکار ہو کر اور پھر اسے باعزت رخصت کر کے اس کی مہربانی سے مسند اقتدار سنبھالنے والے اسی کے پیروکاروں کی بدولت ہر سال سیلاب کی تباہ کاریوں کا شکار ہو رہا ہے، ہم سے تو وہ افغانی اچھے رہے جنہوں نے توہین قرآن پر فوری اپنا اشتعال ظاہر کیا اور تادم تحریر احتجاج کرتے ہوئے روزانہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ اس جانکاہ حادثہ کے اگلے ہی روز سولہ افراد حرمت قرآن پر اپنی جان قربان کر چکے تھے اور لاتعداد گولیوں سے زخمی ہوئے تھے، جمعہ کے روز مختلف مقامات پر احتجاج کرتے ہوئے چودہ افغانی شہید کر دیئے گئے جبکہ درجنوں زخمی ہوئے ہیں، افغانی مسلمان اپنے سینوں پر گولیاں کھا کر اللہ کے حضور سرخرو ہو رہے ہیں، یہ ان ہی افغانیوں کے نذرانہ عقیدت کا نتیجہ ہے کہ وہ اوباما جس نے سلالہ چیک پوسٹ پر چوبیس پاکستانی بے گناہ شہید کر کے معافی نہیں مانگی۔ حرمت قرآن پر معافی مانگ چکا ہے لیکن توہین قرآن پر محض اوباما کی معافی کافی نہیں۔ مسلمان پولیس اور تفتیشی اداروں سے غیر جانبدارانہ تفتیش کروا کر جن بدبخت فوجیوں نے یہ جسارت کی ہے انہیں اسلام کے مسلمہ توہین قرآن کے قانون کے تحت چوراہے میں جب تک پھانسی نہیں دی جاتی مسلمانوں کے جذبات ٹھنڈے نہیں ہو سکتے، افغانی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس مسئلے کو زندہ رکھے ہوئے ہیں، امت مسلمہ سے توقع رکھنی چاہیے کہ وہ اسے محض افغانستان کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ سمجھیں گے اور اس احتجاج میں جس طرح افغانی ان کے قونصل خانوں اور فوجی اڈوں کو گھیر رہے ہیں۔ پوری امت مسلمہ ان کی پیروی کرے گی، اسلام دشمنوں کو پیغام پہنچانا چاہیے کہ اب مسلمان بیدار ہو چکا ہے جو ملک بھی پیغمبر اسلام یا قرآن کی توہین کا مرتکب ہو گا اس ملک کے سفارتخانے، قونصل خانے حتیٰ کہ اس ملک کے شہری بھی زمین پر کہیں محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ پورے کرۂ ارض کو کنگال ڈالو کیا کبھی کسی مسلمان نے کسی بھی آسمانی کتاب یا کسی بھی مذہب کے پیغمبر کے بارے میں نازیبا الفاظ تو درکنار کبھی ان کا نام بھی ادب کے قرینوں سے ہٹ کر لیا ہے۔ جب جنونی سے جنونی مسلمان بھی تمہاری اس شرمناک جسارت کے باوجود تمہاری کتاب یا تمہارے پیغمبر کی ذات کے بارے میں قرینہ ادب ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تو تمہیں بھی شرم آنی چاہیے کہ مسلمانوں کی کتاب اور مسلمانوں کے پیغمبر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے تم اعتدال سے کیوں ہٹ جاتے ہو، جس کتاب کو اور جس رسول کو تم اپنا دشمن سمجھتے ہو اس نے تو ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ دوسرے مذاہب کے انبیاء اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لاؤ اس کے بغیر کسی مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہو گا، کیا اس سے بڑی امن والی کتاب کوئی اور ہو سکتی ہے؟ افغانستان میں ابھی تک احتجاجی مظاہرے جاری ہیں، ایک افغان پولیس اہلکار کی فائرنگ سے ایک امریکی کرنل اور میجر جہنم واصل ہو چکے ہیں، ادھر شمع رسالت کے پروانے بھی مسلسل عظمت قرآن پر قربان ہو رہے ہیں، اسی قربانی کا نتیجہ ہے کہ جرمنی نے اپنے فوجی افغانستان سے واپس بلا لیے ہیں اگر پوری امت مسلمہ اس اندوہناک سانحہ پر سراپا احتجاج بن جائے اور جس طرح افغانی امریکی قونصل خانوں اقوام متحدہ کے دفاتر اور امریکی اڈوں پر حملے کر کے امریکہ کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں اگر تمام مسلمان ممالک میں یہ تحریک چل پڑے تو آئندہ کسی غیر مسلم کو توہین قرآن کی جرأت نہ ہو۔ ہماری عزت قرآن سے ہے اور اگر کسی سرزمین پر توہین قرآن ہو اور وہ قوم حرکت میں نہ آئے اور سربکفن ہو کر حرمت قرآن پر نچھاور ہونے کو تیار نہ ہو تو پھر اس قوم کو اللہ کے غضب اور قہر کا انتظار کرنا چاہیے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

جبراً صلح اور اس کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر فریقین کے درمیان بات چیت کے دوران ایک فریق کی غلطی ثابت ہو جائے اور وہ بھری پنچائت میں اپنی غلطی کا اقرار بھی کرے تو کیا پنچائت مظلوم فریق کو زبردستی پابند کر سکتے ہیں کہ وہ خطا کار کو معاف کر دے۔اس سلسلہ میں شریعت اسلامیہ کیا کہتی ہے؟ 1۔پنچایتی علماء زبردستی مظلوم فریق کو صلح پر مجبور کر سکتے ہیں۔2 کیا پنچایت زبردستی مظلوم فریق کو معاف کرنے کے لیے دباؤ ڈال سکتی ہے۔
3۔کیا پنچایت زبردستی صلح کا فیصلہ مظلوم فریق پر ٹھونس سکتی ہے۔

الجواب بعون الوہاب: حدیث مبارکہ میں ہے: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کر دیا تو اس کا خاوند غلام تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دے دیا کہ اگر وہ اس سے جدا ہونا چاہے تو جدا ہو سکتی ہے۔

"وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا" بریرہ کا خاوند غلام تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو علیحدگی کا اختیار دیا تو اس نے خاوند سے الگ ہونا پسند کیا۔(مسلم کتاب العتق باب بیان الولاء لمن اعتق ج۵ جزء ۱۰ ص۱۱۸ رقم الحدیث ۱۵۰٤)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں: أَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ يَاعَبَّاسُ أَلاَ تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْرَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ قَالَتْ لاَحَاجَةَ لِيْ فِيْهِ. "کہ بریرہ کا شوہر ایک حبشی غلام تھا اور اس کا نام مغیث تھا وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہ کے پیچھے روتا ہوا پھر رہا تھا اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے تھے وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر ابن عباسؓ کو فرمایا کہ تو بریرہ کی نفرت اور مغیث کی محبت پر تعجب نہیں کرتا اور ساتھ ہی بریرہؓ کو فرمایا اگر تو مغیث "اپنے خاوند" کے پاس رہے تو کوئی بات نہیں بریرہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کا حکم تو نہیں دیتا بلکہ سفارش کرتا ہوں تو بریرہؓ نے عرض کی: لاحاجة لی فیه مجھے اس کے ساتھ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الطلاق باب شفاعة النبی فی حق زوج بریرہ ج۱۹ ص ۱٦۰،۱٦۱ رقم الحدیث ۵۲۸۳) یہ حدیث مبارکہ اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ: ثالث یعنی صلح کرانے والا صرف صلح کا مشورہ ہی دے سکتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيْدَا إِصْلاَحًا. " اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہو جائے تو تم ایک حکم (ثالث) خاوند اور ایک حکم (ثالث) بیوی کی طرف سے مقرر کرو اگر وہ دونوں (میاں بیوی) صلح کا ارادہ رکھتے ہوں"
(سورۃ النسآ: ۳۵ پارہ ۵)

صورت مسؤلہ میں فریقین کو ثالث صلح پر مجبور نہیں کر سکتا بلکہ ان کو نصیحت کرتے ہوئے صلح کے فوائد اور ثمرات بتلا کر اس کی طرف راغب کر سکتا ہے تا کہ فریقین دلی خوشی سے صلح کریں اور ان کی نفرتیں حقیقی محبت میں تبدیل ہو جائیں اور ایسی ہی صلح سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔بلکہ جبراً صلح عام طور پر اختلاف اور غلط فہمیوں کو جنم دیتی ہے اسی لیے شریعت مطہرہ نے ایسی صورت میں جبر کا حکم نہیں دیا۔بلکہ فرمایا اگر فریقین صلح پر آمادہ ہوں تو پھر صلح کے لیے ثالث مقرر کرو۔فقط

ضروری اعلان

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ مجلس عاملہ کا مشترکہ سالانہ اجلاس 18مارچ 2012ء بروز اتوار مرکزی دفتر جامع مسجد قدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں طلب کر لیا گیا۔ (ادارہ)

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر15) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا٥(۲۴)

''اور(اے ایمان والو) تم پر شوہر والی عورتیں (بھی حرام ہیں) مگر سوائے ان (لونڈیوں) کے جو تمہاری ملکیت میں آجائیں (یہ تمام مذکورہ عورتیں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر حرام کردی گئی ہیں اوران عورتوں کے سواباقی عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں (اس طرح) کہ اپنا کچھ مال (بطور مہر دے کرتم) ان سے نکاح کرلو (بشرطیکہ) تمہاری نیت انہیں اپنے نکاح میں روکے رکھے (بسانے کی ہو) نہ کہ محض بدکاری کرنے کی اور جن عورتوں سے تم نے (نکاح کرکے) فائدہ اٹھایا انہیں ان کے مقررہ مہر ادا کرو (ہاں) اگرحق مہر مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے (مہر میں کمی بیشی کرلوتو) تم پر کوئی گناہ نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُحْصَنٰتُ: خاوندوں والی عورتیں۔

اَيْمَانُكُمْ: تمہارے داہنے ہاتھ۔

وَرَآءَ: علاوہ۔

مُحْصِنِيْنَ: پاکدامنی اختیار کرنے والے۔

مُسَافِحِيْنَ: شہوت رانی کرنے والے۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات مبارکہ میں ان محرمات کا ذکر کیا گیا کہ جن سے نکاح کرنا حرام ہے، اس آیت کریمہ میں مزید محرمات کا ذکر کرتے ہوئے نکاح کے ساتھ ایک بامقصد اورعفت وپاکدامنی کی زندگی کی ابتداء کی تلقین کی گئی ہے۔

التوضیح:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ شریعت مطہرہ نے جہاں دیگر رشتوں کے تقدس کا خیال رکھتے ہوئے انہیں ایک مسلمان مرد کے لیے محرمات قرار دیا وہاں ان خواتین کو بھی اہل ایمان پر حرام قرار دیا گیا کہ جو کسی دوسرے مرد کے نکاح میں ہوں، پھر فرمایا: اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مگر وہ شادی شدہ عورتیں جو جنگی قیدی بن کر لونڈیوں کے طور پر تمہاری ملکیت میں آگئیں ہیں اوران کے شوہر دارالحرب میں رہ جائیں اور اسلامی قواعد وضوابط کے تحت اگر ایسی لونڈی کسی کی ملکیت میں آجاتی ہے تو استبرائے رحم کے بعد اس لونڈی سے صحبت کرتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانا اس کے مسلمان مالک کے لیے حلال ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اس لشکر کا مقابلہ دشمن سے ہوا انہوں نے ان (کفار) پر فتح حاصل کی اور بہت سے جنگی قیدی انکے ہاتھ لگے، صحابہ کرامؓ نے مال غنیمت کی تقسیم کے بعد اپنے حصے میں آنے والی ایسی مشترکہ لونڈیوں سے صحبت کو گناہ سمجھا کہ جن کے (دارالحرب میں) مشرک خاوند موجود تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ) نازل فرماکر ان کے استبرائے رحم کے بعد ان سے جماع کو حلال قرار دے دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الرضاع باب جواز وطئی المسبیة بعدالاستبراء ج۵ جزء ۱۰ ص ۳۱ رقم الحدیث ۱۴۵۶)

<u>جنگی قیدی لونڈیوں سے مجامعت کی شرائط:</u>

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگی قیدی لونڈیوں سے صحبت کرنے اور فائدہ اٹھانے کی چند شرائط ہیں۔

1۔ایسی جنگی قیدی لونڈی سے صحبت جائز ہے جو امیر لشکر کی طرف سے کسی مجاہد کے حصہ میں غنیمت سے آئے۔

2۔کسی مجاہد کو قیدی لونڈی کا مل جانا ہی اس کے ساتھ صحبت کے جواز کے لیے کافی ہے اس لونڈی کا سابقہ نکاح از خود ختم ہو جائے گا۔

3۔مال غنیمت میں ملنے والی لونڈی سے استبرائے رحم تک صحبت نہیں کی جاسکتی (یعنی جب تک اسے حیض نہ آجائے اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں)۔

4۔لونڈی سے صرف اس کا مالک ہی جماع کر سکے گا۔

<u>لونڈی کے متعلق دیگر اصول اسلامیہ:</u>

1۔اگر لونڈی سے اولاد پیدا ہو جائے تو پھر اسکا مالک اسے فروخت نہیں کر سکتا

2۔اگر مالک لونڈی کو کسی کے نکاح میں دے دے تو ایسی صورت میں وہ اس سے دیگر خدمت تو لے سکتا ہے لیکن جماع نہیں کر سکتا۔

3۔اگر کسی لونڈی کے ہاں مالک سے اولاد پیدا ہو جائے تو مالک کی وفات کے بعد از خود آزاد ہو جائے گی۔

<u>لونڈی سے حسن سلوک اور نصیحت رسول ﷺ:</u>

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو دوہرا اجر دیا جاتا ہے۔

1۔اہل کتاب [illegible] وہ فرد کہ جو اپنے نبی ﷺ پر ایمان لایا اور پھر اس نے آخری [illegible] تصدیق بھی کی تو اس نبی ﷺ کو پایا اور ان پر بھی ایمان لایا، ان کی اتباع اور [illegible] کے لیے دوہرا اجر ہے۔ 2۔وہ غلام جو اپنے مالک سمیت اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرے اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے۔

3۔وہ شخص کہ جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کی تعلیم و تربیت بہت اچھے طریقے سے کرتے ہوئے اسے آداب سکھلائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے بھی دہرا اجر ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا ج ۱ جزء ۲ ص ۱۵۳ رقم الحدیث ۱۵٤)

<u>اسلام اور غلاموں سے حسن سلوک:</u>

ظہور اسلام کے وقت پوری دنیا میں لوگوں کو غلام بنایا جاتا تھا اور غلام اپنے تمام بنیادی حقوق سے یکسر محروم ہوتا تھا، اسلام نے اس روایت کو قائم رکھتے ہوئے انہیں انکے تمام بنیادی حقوق دلوائے اگر اسلام رسم غلامی کو یکطرفہ طور پر ختم کرتا تو یہ اہل اسلام پر سخت زیادتی ہوتی جس طرح غیر مسلم مسلمانوں کی غلامی میں آتے اسی طرح بعض اوقات مسلمان بھی کفار کی طرح غلامی میں چلے جاتے اگر مسلمانوں کی غلامی میں آنے والے کفار آزاد اور کفار کی غلامی میں آنے والے مسلمان غلام ہوتے تو یہ اہل اسلام پر زیادتی اور دین سے متنفر ہونے کا ذریعہ تھا، اس لیے اسلام نے اس کے توازن کو قائم رکھا اور اہل اسلام کو غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا نہ صرف حکم دیا بلکہ کسی آزاد کو غلام بنانے کی سختی سے تردید کرتے ہوئے ایسے آدمی کے لیے اس جرم پر سخت وعید سنائی۔

جب دور جاہلیت میں آزاد کو زبردستی غلام بنالیا جاتا اور ام ولد کو اولاد سے اور اولاد کو ماں سے جدا کر دیا جاتا لیکن اسلام نے غلاموں کے حقوق بتلاتے ہوئے حکم دیا کہ غلامی کی صورت میں ماں سے اولاد کو جدا نہیں کیا جا سکتا اور ام ولد کی بیع سے منع فرماتے ہوئے اسے مالک کی وفات کے بعد آزاد کر دیا، اسی طرح غلامی میں آنے والی کافرہ عورتوں کو قبولیت اسلام کے بعد آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لینے کی ترغیب دی کیونکہ اسلام نے غلاموں کی فطری ضروریات کا بھی اس طرح خیال رکھا جس طرح ایک آزاد کی فطری ضروریات کا خیال رکھا ہے کیونکہ کافرہ عورتیں مسلمانوں کی زوجیت میں تو نہیں آسکتی تھیں لیکن بطور لونڈی ان کی فطری ضروریات کو بھی پورا کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ جذبات سے مغلوب ہو کر غلط کاری کا ارتکاب نہ کرے، اسی طرح اسلام نے اکثر مواقع پر غلاموں کو بطور کفارہ آزاد کرنے کا حکم بھی دیا جیسے قسم ظہار اور قتل خطا وغیرہ کا کفارہ، علاوہ ازیں بھی غلاموں کو [illegible] ترغیب دیتے ہوئے آزاد کرنے والے کے لیے جہنم سے آزادی کی نوید سنائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَیُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ. "جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس آزاد کرنے والے کا عضو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا۔" (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب العتق باب فی العتق فضله ج ۱۱ ص ۵۷ رقم الحدیث ۲۵۱۷ ـ صحیح مسلم کتاب العتق باب فضل العتق

ج٥ جزء ١٠ ص ١٢٣ رقم الحديث ١٥٠٩ صحيح الترغيب والترهيب كتاب البيوع باب الترغيب فى العتق ج ٢ ص ٣٩٢ رقم الحديث ١٨٩٠)

پھر فرمایا: كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کردیئے ہیں اور تم پر ان کی پابندی کرنا ضروری ہے، جن عورتوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے ان سے تمہارا نکاح کرنا حرام ہے، ان کی حرمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (آیت نمبر ۲۳، ۲۳) میں مذکورہ عورتوں کے علاوہ باقی تمام عورتوں سے تمہارا نکاح کرنا حلال ہے، اسی طرح وہ عورتیں جن کی حرمت رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے انہیں بھی تم اپنے نکاح میں نہیں لا سکتے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (الحشر:٧)

"اور جو بھی تمہیں رسول اللہ ﷺ دیں اسے لے لیا کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جایا کرو۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا "پھوپھی و بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو بھی نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔" (صحيح البخاری بشرح الكرمانی كتاب النكاح باب لاتنكح المراة على عمتها ج١٩ ص ٦٨ رقم الحديث ٥١٠٩)

پھر فرمایا: اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ. نکاح کا مقصد شہوت کی تکمیل ہی نہیں بلکہ نسب انسانی کو محفوظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہے، اسی لیے فرمایا کہ تم حق مہر ادا کرکے (چار) عورتوں سے نکاح کرسکتے ہو لیکن یہ نکاح ان کو اپنی زوجیت میں رکھنے کی نیت سے ہی ہو اور اس کا مقصد صرف شہوت پوری کرنا یا کچھ دنوں بعد عورت کو اپنی زوجیت سے فارغ کرنے کی نیت نہ ہو، اسی لیے فرمایا: تم نکاح کرنے والے ہو یعنی خود بھی اور اپنی عورتوں کو زنا سے بچانے والے ہو کیونکہ زنا کا ارتکاب کرنے والا جب حرام طریقے سے اپنی شہوت کو پورا کرتا ہے تو وہ اپنی بیوی کو زنا کے ارتکاب سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پاکدامن مردوں کو پاکدامن عورتوں سے ہی نکاح کا حکم دیا ہے، فرمایا: اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ. "بدکار مرد بدکار عورت یا مشرکہ عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے اور بدکار عورت کے ساتھ بھی بدکار مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے" (النور:٣)

پھر فرمایا: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. کہ جن عورتوں سے تم (بذریعہ جماع) فائدہ حاصل کرتے ہو تم انہیں ان کا مقرر کردہ حق مہر ادا کرو کیونکہ جس طرح تم نے ان سے فائدہ اٹھایا اسی طرح وہ بھی اپنے مقرر کردہ حق مہر کو وصول کرکے فائدہ اٹھانے کی حق دار ہیں، جب حق مہر مقرر ہوجائے تو پھر میاں بیوی باہمی رضامندی سے اس میں کمی و بیشی کرسکتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں بیوی پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا اور نہ ہی اس کی رضامندی کے بغیر اس میں کوئی کمی کی جاسکتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ان احکام کی حکمتوں کو بخوبی جاننے والا ہے تمہارا کام تو ان پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

نکاح متعہ:

بعض حضرات اس آیت مبارکہ سے نکاح متعہ کا جواز پیش کرتے ہیں حالانکہ نکاح متعہ کو تین مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا اور پھر ساتھ ہی اس کی حرمت و تردید فرمادی جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ نکاح متعہ کی اجازت صرف ایک اضطراری حکم تھا اور اس وجہ کے ختم ہوتے ہی اس کی حرمت بیان کردی گئی ہے۔

جیسا کہ ابن ابی عمرہؓ کہتے ہیں:

اِنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِىْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ اِلَيْهَا كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ ثُمَّ اَحْكَمَ اللّٰهُ الدِّيْنَ وَنَهٰى عَنْهَا.

"متعہ پہلے اسلام میں ایک اضطراری رخصت تھی جیسا کہ مجبور اور مضطر شخص کو مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی رخصت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو محکم کرتے ہوئے نکاح متعہ سے منع فرمادیا۔" (صحيح مسلم كتاب النكاح باب نكاح المتعة ج٥ جزء٩ ص ١٥٩ رقم الحديث ١٤٠٦)

نکاح متعہ کے جواز کے مواقع:

عہد رسالت میں نکاح متعہ چند مواقع پر جائز قرار دیا گیا پھر ساتھ ہی اس کی حرمت کا اعلان کردیا، جنگ تبوک، جنگ خیبر اور فتح مکہ، بعض روایات میں اُوطاس کے الفاظ ہیں اور اُوطاس سے مراد بھی فتح مکہ ہی ہے۔ (صحيح مسلم كتاب النكاح باب نكاح المتعة ج٥ جزء٩ ص ١٥٩ رقم الحديث ١٤٠٥، ١٤٠٦، ١٤٠٧)

ان مواقع پر ابتداءً نکاح متعہ کی اجازت تھی اور جنگ کے اختتام پر اس کی حرمت کا اعلان کر دیا گیا جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ اضطراری رخصت صرف ان مجاہدین کو محدود مدت کے لیے تھی کہ جو محاذ جنگ پر موجود تھے، جیسا کہ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حالت جنگ میں آپ ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کرتے ہوئے ہمیں ایک چادر یا دو چادروں کے عوض عورتوں سے نکاح متعہ کی اجازت دی ہے، اسی قسم کی روایت جابر بن عبداللہ اور سلمٰی بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی ہے

(صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعة ج٥ جزء٩ ص ١٥٤ رقم الحدیث ١٤٠٤)

حرمت متعہ:

حرمت متعہ کا اعلان آپ ﷺ نے ١٠ھ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کر بتا دیا کہ جس طرح سود اور جاہلیت کے خون کی ابدی حرمت ہے اسی طرح متعہ کی بھی ابدی حرمت ہے۔

ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَالَ اَلَا اِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَانَ اَعْطٰى شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ۔

"خبردار متعہ آج سے قیامت کے دن تک کے لیے حرام ہے اور جس نے اس سلسلہ میں کسی (عورت) کو کچھ دیا ہے وہ واپس نہ لے"

(صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعة ج٥ جزء٩ ص ١٥٩ رقم الحدیث ١٤٠٦)

حضرت ربیع بن سبرہ جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کے دن) اعلان فرمایا تھا کہ میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت کے دن تک کے لیے حرام قرار دے دیا ہے، جن کے پاس متعے والی عورتیں موجود ہیں وہ انہیں چھوڑ دے اور جو مال تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔

(صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعة ج٥ جزء٩ ص ١٥٧ رقم الحدیث ١٤٠٦) اس روایت میں صراحت کے ساتھ متعہ کی ابدی حرمت بیان ہوئی ہے۔

نوٹ:

ابن عباسؓ کا نکاح متعہ کے جواز پر فتویٰ دینا متعہ کی منسوخیت اور حرمت کا علم نہ ہونے کی بنا پر تھا جب ان کو یہ حرمت اور نسخ معلوم ہوا تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ امام ترمذیؒ نے بھی ابن عباس کے رجوع کے متعلق لکھا ہے۔(ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی تحریم نکاح المتعة جزء٤ ص ٥، ٣٧٤ رقم الحدیث ١١٢٢)

ابن عباسؓ حرمت کے عدم علم کی بنا پر متعہ کے جواز پر کافی مدت تک فتویٰ دیا تو انہیں اس فتویٰ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روک دیا تھا۔

(ناسخ الحدیث ومنسوخه کتاب النکاح ص ٣٤٤ رقم الحدیث ٢٩٩)

نوٹ:

بعض صحابہ کرامؓ دور دراز کے علاقوں میں اشاعت اسلام کے لیے گئے تو وہ بھی عدم معرفت کی بنا پر متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے رہے اور بعض لوگ چھپ کر اس فعل کا ارتکاب بھی کرتے رہے جب حضرت عمرؓ کو علم ہوا تو انہوں نے سختی سے اس کی حرمت پر عمل کروایا۔(ناسخ الحدیث ومنسوخه کتاب النکاح ص ٣٤٤ رقم الحدیث ٣٠٠) اس لیے نکاح متعہ کی ابدی حرمت ہے اور اب یہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

اخذ شدہ مسائل:

1۔شادی شدہ عورتیں (جو کسی کے نکاح میں ہوں جب تک وہ اپنے پہلے خاوندوں سے طلاق (کے ذریعے جدائی اختیار نہ کریں) یا انکے خاوند فوت نہ ہوں اور وہ عدت نہ گزار لیں اس اثناء میں ان سے شادی کرنا حرام ہے۔

2۔لونڈی سے نکاح جائز ہے اگر چہ اس کا خاوند دارالحرب میں زندہ ہی کیوں نہ ہو۔3۔جب کوئی عورت اسلام لے آئے اور اس کا خاوند کافر ہو تو اس سے بھی نکاح جائز ہے، کیونکہ اختلاف دین بھی نکاح کو فسخ کر دیتا ہے۔

4۔نکاح کا مقصد صرف تکمیل شہوت نہیں بلکہ انسانی عفت اور نسب کو محفوظ کرنا ہے۔5۔نکاح کے عوض حق مہر ادا کرنا ضروری ہے اگر چہ وہ مال کی صورت میں نہ بھی ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرامؓ کا حق مہر تعلیم قرآن مقرر کر دیا تھا۔

6۔نکاح متعہ تین مواقع پر جائز قرار دیا گیا پھر اسے منسوخ کر کے قیامت کے دن تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا۔

7۔حق مہر مقرر کرنے کے بعد فریقین کی باہمی رضامندی سے کم یا زیادہ ہو سکتا ہے لیکن اس معاملہ میں بیوی پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔

☆......☆......☆

شریعت اسلامی کے ماخذ

قرآن حکیم — سنت نبوی ﷺ

عبدالرشید عراقی

قسط نمبر2 آخری

بالفرض اگر اس حدیث کو موقوف نہیں بلکہ مرفوع ہی تسلیم کرلیا جائے تب بھی یہ ممانعت وقتی و عارضی تھی، جو اس زمانے میں خاص طور سے حفاظت قرآن کے سلسلے میں دی گئی تھی چونکہ حق تعالیٰ شانہ نے حضور ﷺ کو "جوامع الکلام" عطا فرمائے تھے۔ اس لیے اندیشہ تھا کہ یہ نئے نئے لوگ جو ابھی ابھی قرآن کریم سے آشنا ہو رہے ہیں کہیں دونوں کو خلط ملط نہ کردیں۔ ادھر آپ ﷺ کو اپنی قوم کے حافظے پر اعتماد تھا مگر جب قرآن مجید سے اشتباہ کا اندیشہ جاتا رہا تو کتابت حدیث کی اجازت دے دی گئی۔ بلکہ روایات سے آپ ﷺ کا خود لکھوانا و املا کرانا بھی ثابت ہے۔

(محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے ص ۴۶)

عہد نبوی ﷺ میں کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حدیث کے تحریری جملے مرتب کیے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا مجموعہ حدیث جس کا نام انہوں نے الصحیفۃ الصادقۃ رکھا تھا۔ جس کے بارے میں وہ فرمایا کرتے تھے کہ مایرغبنی فی الحیاۃ الاالصادقۃ . مجھے زندگی کی چاہت صرف اسی صحیفہ الصادقہ کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح حضرت عمرو بن حزم، حضرت انس بن مالک، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت وائل بن حجر، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت سعد بن عبادۃ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت سمرۃ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سعد بن ربیع اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حدیثوں کے مجموعے مرتب کیے۔

آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا [illegible] کے متعلق ایک صحابی ابوشاہ الیمنی نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ یہ خطبہ لکھوا کر مجھے دیا جائے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اکتبوا لابی شاہ یعنی ابوشاہ کو لکھ کر دے دو۔ چنانچہ خطبہ لکھ کر ابوشاہ کے حوالے کیا گیا۔

(صحیح بخاری و جامع ترمذی)

صحابہ کرامؓ کے تلامذہ نے بھی احادیث کے تحریری مجموعے مرتب کیے تھے۔ (۱) ہمام بن منبہ تلمیذ حضرت ابوہریرہؓ (۲) وہب بن منبہ تلمیذ حضرت جابر بن عبداللہؓ کے مجموعہ ہائے حدیث معروف و مشہور ہیں۔

تدوین حدیث:

حدیث کی جمع و تدوین کا آغاز آنحضرت ﷺ کے زمانہ ہی میں شروع ہوچکا تھا، جسے صحابہ کرامؓ نے وسعت دی اور تابعین نے اضافے کیے، ایک عام غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ حدیث کی تدوین و ترتیب دوڈھائی سو سال بعد صحاح ستہ کے زمانے میں ہوئی۔ پانچویں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ صفر ۹۹ھ میں منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ جن کی ذات سرتاپا اسلام کا اعجاز تھی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی تھی، انہوں نے دیکھا کہ روافض و خوارج اور قدریہ وغیرہ نئے نئے فرقے سر اٹھا رہے ہیں اس لیے حدیث و سنت کی تدوین کی ضرورت ہے۔

قاضی ابوبکر بن حزم انصاری (م ۱۲۰ھ) جو مدینہ کے قاضی تھے، ان کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا کہ: انظر ما کان من حدیث رسول اللہ ﷺ فاکتبہ لی فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء "آنحضرت ﷺ کی جو کچھ حدیثیں تم کو ملیں ان کو تحریری شکل میں لے آؤ اس لیے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ علم مٹ جائے گا اور علماء رخصت ہو جائیں گے" (صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

حدیث کی تدوین زمانہ نبوی ﷺ کے زمانے ہی سے شروع ہوچکی تھی۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ اپنے ایک مکتوب بنام مولانا عبدالماجد دریاآبادی تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے اس فقرے کے معنی کہ حدیث کی تدوین ہجرت کے ڈیڑھ سو برس بعد ہوئی، یہ ہے کہ تصنیف اور کتاب کی حیثیت میں ورنہ محض تحریر و کتاب کی حیثیت سے زمانہ نبوی ہی میں اس کی جمع و تحریر کا آغاز ہوچکا تھا۔ (مکتوبات سلیمانی ص ۱۴۲، مکتوب نمبر ۸۱)

مولانا محمد اسحاق سندیلوی مرحوم سابق استاد التفسیر ندوۃ العلماء لکھنؤ مصنف کتاب "اسلام کا سیاسی نظام" اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

تحقیق یہ ہے کہ تدوین حدیث کا کام خود نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے شروع ہوچکا تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور کوئی زمانہ

بھی ایسا نہیں گزرا جس میں یہ سلسلہ کلیۃً منقطع ہو گیا ہو۔(ماہنامہ الفرقان لکھنو ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ ص ۳۷)

مولانا عبدالسلام ندوی (م ۱۹۵۶ء) لکھتے ہیں کہ: صحابہ کرامؓ ہی کے زمانہ میں فن حدیث مدون ہو چکا تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہی اجزائے متفرقہ کو ایک مجموعے کی شکل میں جمع کیا۔(اسوۂ صحابہؓ ۳۱۰/۲)

حدیث قرآن ہی کی شرح ہے:

قرآن مجید باوجود اپنی جامعیت اور جملہ علوم ضروریہ پر حاوی ہونے کے چونکہ زیادہ تر ایمان وعقائد اور اصول دین بیان کرتا ہے۔اس لیے اس کی حیثیت ایک بنیادی قانون اور دستور کی اساسی ہے۔اب اسے تفصیلی شکل دینا اور اس کی دفعات کی وضاحت کرنا یہ دراصل حدیث کا کام ہے اور یہ کام اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ کے سپرد کیا ہے۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم. ”ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے تاکہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کر بیان کردیں۔“

جو متن خود اپنے بیان کے مطابق محتاج شرح ہو اگر اس کی شرح ضائع ہو جائے تو بلاشبہ وہ متن ہی باوجود یہ کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے ضائع ہونے ہی کے برابر ہے، یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے کبھی بھی قرآن مجید کو حدیث سے آزاد ہو کر نہیں دیکھا۔امام اوزاعی نے امام مکحول سے نقل کیا ہے کہ: الکتاب احوج الی السنة من السنة الی الکتاب. ”کتاب اللہ سنت کی اس سے کہیں زیادہ محتاج ہے جتنی کہ سنت کتاب اللہ کی محتاج ہے۔“(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر ۱۹/۲)

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں: فکان السنة بمنزلة التفسیر والشرح لمعانی احکام الکتاب. ”پس گویا سنت کتاب اللہ کے احکام کے لیے بمنزلہ تفسیر اور شرح کے ہے۔“(الموافقات ۱۰/۴ بحوالہ ترغیب والترھیب مترجم مطبوعہ دھلی ص ۹۵،۹۶)

ملا علی قاری حنفی شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں: دنیا وعقبیٰ کی کامیابی کا راز کتاب اللہ کی تابعداری میں مضمر ہے اور کتاب اللہ کی تابعداری موقوف ہے۔نبی کریم ﷺ کی تابعداری اور آپ کے طرز زندگی کو پہچاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر، پس کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ از روئے شریعت آپس میں لازم وملزوم ہیں، ایک دوسرے سے جدا نہیں۔

(مرقاہ شرح مشکوٰۃ ۲۱۲/۱ بحوالہ ترغیب وترھیب مترجم مطبوعہ دھلی ص ۹۸)

مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ لکھتے ہیں کہ: درحقیقت اسلام کی پوری عمارت قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ پر قائم ہے۔وہ کلام مجید کی تفسیر بھی ہے، اس کے اجمال کی تفصیل بھی۔اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریع بھی اور اسلام کے قرن اول کی تاریخ بھی، اس کے بغیر اسلام کی تعلیم اور اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں، اسلام کے ارکان اربعہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بھی نہیں معلوم ہو سکتے ہیں اور نہ اس کو حدیث کی مدد کے بغیر ادا کیا جا سکتا ہے۔ان کے صرف کلی احکام قرآن مجید میں ہیں، اس کی تفصیل حدیث وسنت سے معلوم ہوتی ہے یہی حال اکثر اوامر ونواہی اور حلال وحرام کا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت، اسلام کا ظہور، اس کی تبلیغ، اس کی راہ کی صعوبتیں، غزوات، اسلام کا غلبہ واقتدار، حکومت الٰہیہ کا قیام، اس کا نظام، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کی سیرت پاک معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث ہے اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے۔اس لیے احادیث نبوی اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور اس پر ان کی عمارت قائم ہے۔

اصل دین کلام اللہ داشتن
پس حدیث مصطفیٰ ہر جاں مسلم داشتن

حدیث کو کتب صحاح ستہ کے مرتبین (امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ) نے بام عروج پر پہنچا دیا اور آج کتاب اللہ کے بعد انسانی ذخیرہ علم میں جو چیز سب سے زیادہ معتبر اور صحیح ترین شکل میں محفوظ ہے وہ حدیث نبوی ﷺ ہی ہے۔

☆.........☆.........☆

16 مارچ کا خطبہ جمعۃ المبارک

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث غلہ منڈی تاندلیانوالہ میں
روپڑی خاندان کے چشم وچراغ، مفسر قرآن

حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب

ارشاد فرمائیں گے۔(ان شاء اللہ)

(منجانب: قاری محمد ایوب وانتظامیہ مسجد ہذا)

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ / بے لوث محبت / تذکرۃ الابرار

مولانا عنایت اللہ امین......مدرس دارالحدیث راجووال

لکھوی خاندان کوئی محتاج تعارف نہیں، اس سے پہلے اس خاندان پر بڑے بڑے معلوماتی اور دقیع مضامین قارئین کی نظر سے گزر چکے ہیں، مثلاً مولانا محمد یوسف انور فیصل آبادی، مکرمی حافظ احمد شاکر، عراقی صاحب، عبدالمالک مجاہد، پروفیسر عبدالحکیم سیف کی قلم سے خصوصاً مورخ اہلحدیث محمد اسحاق بھٹی صاحب نے توماشاءاللہ انزلوا الناس منازلھم کے تحت جوتذکرہ رقم کیا ہے وہ حرف آخر ہے۔ یقیناً انہوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا، اب مزید کوئی لکھے تو کیا لکھے ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، اللھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم الجنۃ الفردوس واعذھم من عذاب القبروارفع درجتھم فی المھدیین واخلف فی عقبھم فی الغابرین۔

اس خاندان کی دینی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع اور غیر محدود ہے۔ مولانا معین الدین لکھویؒ کی دینی وملی خدمات ناقابل فراموش ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے، تاہم ذاتی مشاہدات وتاثرات کا قرض باقی ہے۔ راقم بھی عند ذکر الابرار تنزل الرحمۃ کے مژدہ میں شرکت کے طور پر اور احب الصالحین و لست منھم ،لعل اللہ یرزقنی صلاحا کی آرزو پہ ذاتی مشاہدہ سپرد قلم کررہا ہے۔ اولاً اپنے مشاہدات ثانیاً لکھوی خاندان سے استاد محترم مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کا دیرینہ تعلق تاریخ کے جھروکوں سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا لکھوی صاحب کا سیاسی سنٹر الہ آباد تھا لیکن اس علاقے میں مذہبی سنٹر ببر کھائی تھا اس گاؤں میں لکھوی علماء کی اکثر آمدورفت تھی اور ہے کیونکہ یہاں اس خاندان سے فیض یافتہ علماء بھی ہو گزرے ہیں جن میں مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم 1996ء والد گرامی ماسٹر محمد رفیق ہیں ان کا لکھوی صاحب سے استادی شاگردی اور الحب فی اللہ کی صورت میں بڑا مضبوط تعلق تھا۔

1۔ جب مولانا محمد اسمٰعیل فوت ہوگئے جنازہ تو مولانا محی الدین لکھویؒ نے پڑھایا، بعد میں مولانا معین الدین لکھوی تشریف لائے تعزیت کے بعد واپسی پر ہم کچھ ساتھی سٹاپ تک ان کو الوداع کرنے کے لیے گئے تو اتفاق سے میرا سر ننگا تھا میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ آدمی ننگے سر اچھا نہیں لگتا خصوصاً عالم خطیب کو ضرور خیال کرنا چاہیے یہ ان کے محبت بھرے الفاظ آج تک مجھے یاد ہیں۔

2۔ ایک مرتبہ ہمارے جماعتی بزرگ عبدالغفور نمبردار بیمار تھے ان کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے ان دنوں راقم کی والدہ اللہ کو پیاری ہو چکی تھیں میں نے عرض کیا کہ والدہ کے لیے میں کونسی دعا اور کس وقت میں کروں تو لکھوی صاحب فرمانے لگے رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب. تشہد میں قبل از سلام پڑھا کرو۔

3۔ 1994ء میں ضیاء الاسلام گہلن ہٹھاڑ میں ایک مرتبہ حضرت کا درس تھا، اس درس میں لکھوی صاحب نے آیۃ الکرسی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تفسیری نکات اور ربط اس انداز سے بیان کیا جو کسی اور عالم سے نہ سنے تھے، اس حوالے سے حضرت نے ایک مریض کا جس پر جادو کا اثر تھا، بڑا عجیب واقعہ سنایا جس سے مجھے یہ سبق حاصل ہوا کہ آیۃ الکرسی کا عمل ایسے عملیات کا توڑ اور بڑا اکسیر نسخہ ہے۔

4۔ 1998ء میں ببر کھائی میں جلسہ ہوا، حضرت لکھویؒ نے صبح کا درس دیا اور آیۃ الکرسی کی تفسیر بیان کی جس میں حافظ عبدالقادر روپڑیؒ بھی موجود تھے، بقول مولانا یوسف صاحب، لکھویؒ نے دوران تفسیر وسع کرسیہ السموات والارض کی تفسیر میں کرسی کا معنی علم کیا تو روپڑی صاحبؒ نے فوراً لقمہ دیا کہ یہاں کرسی بمعنی علم نہیں بلکہ ظاہری معنی کرسی ہے تو لکھویؒ نے خندہ پیشانی سے اس لقمہ کو قبول فرمایا یقیناً یہ ان کی علمی گہرائی کا بین ثبوت ہے

5۔ علم وعمل تقویٰ وطہارت کے ساتھ ہمیشہ سیاست میں بھی دین اسلام کو غالب کیا۔ 2006ء میں ببر کھائی میں حضرت نے علاقے کا اجلاس بلایا جس میں علاقائی شرفاء اور ورکر کثیر تعداد میں حاضر ہوئے۔ اس اجلاس میں حضرت نے اپنے بیٹے ڈاکٹر عظیم الدین کو اپنی نیابت کے طور پر علاقے کی خدمت کے لیے پیش کیا، کہنے لگے کہ میں اس کو سرکاری نوکری سے ہٹا کر آپ لوگوں کی خدمت کے لیے وقف کرتا ہوں یقیناً یہ بھی آپ کا ایک بہت بڑا دفاعی عمل ہے جس میں ڈاکٹر صاحب ماشاءاللہ شب وروز مصروف ہیں۔

6۔ خشوع وخضوع سے نماز پڑھنا تو اس خاندان کا ورثہ چلا آرہا ہے، کئی دفعہ حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا خصوصاً نماز فجر میں رقت قلب اور

پُرسوز قرأت سے عجیب سماں ہوتا جس سے یہ اندازہ ہوتا کہ حضرت کوفہم قرآن اور ترجمہ وتفسیر سے خاص لگاؤ وتعلق ہے۔

میری نظر میں:

لکھوی ؒ صاحب کی شخصیت ایک جماعت ایک انجمن ایک تحریک ایک ادارہ بلکہ ایک عظیم مفکر، مفسر، مدبر اور علمی سرمایہ کی حامل تھی۔

مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ اور لکھوی علماء

مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کی شخصیت بھی محتاج تعارف نہیں یقیناً مولانا کی شخصیت جماعت کے لیے غنیمت ہے کیونکہ موصوف سلفی علماء کی ایک کرن ہیں (اللهم بالصحة والعافية) لکھوی خاندان سے مولانا کے قربت ...تی کی ابتداء مدرسہ لکھوکی سے ہوئی کیونکہ مولانا نے صرف ونحو کی کتب امام النحو والصرف مولانا عطاء اللہ لکھوی ؒ (وفات 1952ء) سے پڑھیں۔ بایں وجہ مولانا لکھوی علماء کے بڑے قدردان ہیں اور یہ تعلق طرفین میں تاحال قائم ودائم ہے اس کے لیے چند مشاہدات ملاحظہ فرمائیں۔

ایک وقت تھا دارالحدیث راجووال کی سالانہ کانفرنسوں کا ملک میں شہرہ تھا لیکن جو علماء جلسوں کی زینت اور اسٹیج کے دلہا ہوا کرتے تھے اب وہ تقریباً دنیا فانی سے رحلت کر گئے ہیں اور مولانا خود بھی کمزور اور بیمار ہیں پھر جدید عمارت کی تنگی سے چند سالوں سے یہ سلسلہ منقطع ہے۔

1۔ 1961ء میں راجووال میں سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی، اس کانفرنس میں عوام کے لیے 100 دیگ کھانا تیار کیا گیا تھا کانفرنس کی ابتداء خطبہ جمعہ سے ہوئی، خطبہ جمعہ مولانا محمد علی لکھوی ؒ (وفات 1973ء) نے ارشاد فرمایا بعد ...زاں نماز عصر تک مولانا معین الدین لکھوی ؒ (وفات 2011ء) نے بڑا شاندار خطاب فرمایا، رات دیگر علماء کے ساتھ مولانا محی الدین لکھوی ؒ (وفات 1998ء) نے ارشادات عالیہ سے عوام کو مستفید کیا علاوہ ازیں راجووال کی سالانہ کانفرنسوں میں اکثر صدارت مولانا معین الدین لکھوی ؒ کی ہوتی اور صبح کا درس بھی ارشاد فرماتے۔

2۔ 1998ء کی کانفرنس پہ صبح کے درس میں حضرت نے سورۃ یوسف کا خلاصہ بیان کیا۔ اس درس کی دو باتیں مجھے اب تک یاد ہیں۔

ا۔ مولانا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کا حساب وکتاب حشر کے دن سے کیوں معلق کر رکھا ہے اس لیے کہ دنیا میں جس طرح نسل انسانی کا سلسلہ رواں دواں ہے، عمل کا تعلق بھی اسی طرح بڑھتا چلا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نظام اس ترتیب سے وضع کیا ہے کہ ایک آدمی ایسی نیکی کرتا ہے جس کا تعلق نسل درنسل چلتا رہتا ہے ایسے ہی گناہ ہے اگر ہر انسان کے مرنے پر ہی حساب وکتاب کا نظام مرتب ہوتا تو لامحالہ یہ فیصلہ عدل پر مبنی نہ تھا اس لیے حساب وکتاب کا نظام مؤخر ہے۔

۲۔ دوسری بات اس دور میں مولانا قومی اسمبلی کے ممبر تھے اختتام درس پر حاضرین اپنی درخواستیں لے کر آپ کو ملنا چاہتے تھے، حضرت نے فرمایا اتنے بڑے مجمع میں سے کوئی آدمی ہاتھ اٹھا کر سچ بتادے کہ میں نے وراثت میں خیانت نہیں کی لڑکیوں کو پورا حصہ دیا ہے کوئی بھی نہ اٹھا تو حضرت نے فرمایا کہ شرم کرو اہلحدیثوں جھوٹے مقدمات سے عدالتیں بھری پڑی ہیں مجھ سے جھوٹی سفارش کروانا چاہتے ہو ایسا ظلم میں نہیں کروں گا۔

3۔ 1957ء میں ایک مرتبہ حالات ایسے بدلے کہ اضطراراً مولانا کو راجووال چھوڑنا پڑا ان کے ساتھی ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ مرحوم کو علم ہوا وہ ان کو راجہ جنگ ضیاء السنہ میں لے گئے ایک سال وہاں رہے کئی علماء تعیناتی کے لیے راجووال تشریف لائے لیکن احباب جماعت کسی پر مطمئن نہ ہو سکے۔ چنانچہ مقامی احباب سے میاں محمد عمر مرحوم 2001ء محمد حسن م 1972ء حاجی احمد دین مرحوم نے مولانا معین الدین سے رابطہ کیا، یہ بزرگ راجہ جنگ مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کے پاس گئے، بالآخر لکھوی کا اصرار مولانا یوسف کے انکار پر غالب آگیا، ان کی رفاقت میں مولانا کو واپس راجووال آنا پڑا بعد میں میاں محمد حسن نے اپنی کچھ زمین مدرسہ کے لیے مولانا کے نام رجسٹری کروادی، اصل میں اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کا کام لینا تھا جو الحمدللہ جاری ہے اللہ تاقیامت جاری رکھے۔

(چند مکتوبات)

1۔ 1961ء میں مولانا محمد یوسف مولانا محمد علی لکھوی ؒ سے ایک مسئلہ دریافت کرتے ہیں کہ دینی مدارس کو زکوٰۃ دینی چاہیے یا نہیں کیونکہ بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں مدارس دینیہ کو زکوٰۃ دینے کا ذکر نہیں۔

(سائل: محمد یوسف راجووال)

جواب: کتاب وسنت کی رو سے مدارس دینیہ کو زکوٰۃ دینی جائز ہے بلکہ افضل ہے، جن کی آنکھوں پر غفلت یا تقلید کا پردہ ہے وہ کتاب وسنت میں زکوٰۃ کا ذکر نہیں دیکھ سکتے۔ قرآن کریم ایک اصولی کتاب ہے اس میں فروعی مسائل کی تفصیل نہیں ہے مثلاً گدھا حرام ہے لیکن قرآن میں ذکر نہیں تو کیا گدھا حلال ہوگا۔ اسی طرح لفظ زکوٰۃ کا ذکر بابت دینی مدارس قرآن میں نہیں مگر جس طرح تمام چیزیں لفظ حرم الخبائث میں موجود ہیں بعینہٖ لفظ زکوٰۃ کلمہ عامہ مطلقہ کتاب اللہ میں بلفظ فی سبیل اللہ موجود ہے، اب اس لفظ فی سبیل اللہ کی تخصیص صرف نمازیوں میں کرنی یہ دعویٰ بلا دلیل ہے جبکہ اس میں تمام اعمال خیر داخل ہیں۔ قرآن مجید بیس مقامات سے زیادہ فی سبیل اللہ کا اطلاق غیر نمازیوں پر ہے، جہاں نمازی مراد لینا کتاب اللہ پر ظلم عظیم ہے

ملاحظہ ہو۔ وصد عن سبیل اللہ (البقرہ:۲۱۷) لم تصدون عن سبیل اللہ ۔ (آل عمران:۹۹) علی ھذا القیاس وفساد (الانعام، اعراف، ھود، انفال، توبہ، ابراھیم، النحل، الحج، ص، الحجر) منافقوں میں غیر نمازیوں پر اس لفظ کا اطلاق ہوا ہے۔ حسن بصریؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں الحج فی سبیل اللہ یہ مسئلہ حدیث سے بھی ثابت ہے: قال رسول ﷺ من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع. (ترمذی مشکوۃ) جب یہ اصول قرآن وحدیث سے ثابت ہوا تو بعض کا قول مردود ہوا۔

والسلام

محمد علی لکھویؒ عفا اللہ عنہ از مدینہ منورہ موخہ ۵ ربیع الثانی م ۷ ۱۳۸ھ

2۔ مکتوب گرامی منجانب مولانا معین الدین لکھویؒ بنام مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ اس خط کا تعلق دو فریقوں میں باہمی جھگڑے سے ہے، مکرمی برادرم محمد یوسف راجووال السلام علیکم ورحمۃ اللہ قصبہ شام کوٹ کے فریقین اپنے بیانات لے کر میرے پاس پہنچے ہیں بندہ ان کو بمقام راجووال بروز اتوار مورخہ ۱۵ مئی 1960ء کی تاریخ دے چکا ہے تا کہ ان سے گواہ اور بیانات زبانی لیے جائیں براہ کرم آپ ان تاریخ کو گھر پر تشریف رکھیں اگر خدانخواستہ راجووال میں آپ کی موجودگی مقررہ تاریخ کو ممکن نہ ہو تو براہ کرم برسیدن ایں عریضہ مجھے اس تاریخ اور مقام سے آگاہ فرمائیں جو آپ کو مناسب ہو فریقین سے مشورہ کر کے تاریخ اور مقام کی اطلاع بندہ کو اوکاڑہ میں آنی چاہیے۔

والسلام

دعا گو: معین الدین لکھویؒ ۱۱۔۵۔۱۹۶۰

3۔ (مکتوب گرامی منجانب مولانا محی الدین لکھوی بنام مولانا محمد یوسف راجووال) اس خط کا تعلق منڈی عثمان والا کی جماعت سے ہے جو باہمی اختلاف کا شکار ہوگئی تھی۔ ان دنوں مولانا محمد علی لکھویؒ مرحوم مغفور بھی پاکستان میں تشریف فرماتے لکھتے ہیں موضع عثمانوالہ کی فضا اللہ تعالیٰ نے کچھ تکدر کے بعد پھر درست فرمادی ہے۔ گذشتہ جمعہ کو والد محترم اور راقم وہاں پہنچے تھے بیش از پیش فائدہ نظر آیا آج وہاں سے حاملین رقعہ دو نوجوان پھر مطالبہ لے کر آئے ہیں کہ آئندہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے لیے برادرم مولانا معین الدین کو لے جائیں لیکن یہ اس وقت ہو سکے گا جبکہ اوکاڑہ کے لیے کوئی موزوں آدمی مل جائے کیونکہ اس آخری جمعہ میں وہاں بھی مردوزن کی معتد بہ حاضری ہوگی، اس غرض کے لیے آپ کو دوبارہ تکلیف دے رہا ہوں امید ہے کہ آپ پہلے کی طرح اپنی ضرورت و وقت کی قربانی دے کر اس درخواست کو منظور فرمائیں گے گویا معین الدین لکھوی صاحب منڈی عثمانوالہ میں جائیں گے اور آپ ان کی جگہ اوکاڑہ شہر میں خطبہ دیں گے، راقم الحروف مسجد رحمانیہ پونچھ روڈ لاہور میں وعدہ دے چکا ہے ورنہ آپ کو تکلیف نہ دی جاتی اگر دوسری جگہ وعدہ ہو تو وہاں کسی اور کو بھیج دیں اور اعتکاف ہو تو قضا کر دیں۔

والسلام

خادم المسلمین محی الدین لکھوی ۱۴،۳،۱۹۶۱ء

عقیدت ومحبت:

مولانا محمد یوسف نے ایک مرتبہ بتایا کہ میں جب بھی اوکاڑہ میں مولانا معین الدین کو ملنے جاتا تو مولانا گھر پیغام دیتے کہ موسم کے مطابق ناشتہ تیار کرو میرا بھائی آیا ہے موسم گرما میں باداموں کی سردائی اور موسم سرما میں دودھ وغیرہ آتا ہم مل کر پیتے۔ 1993ء میں مولانا محمد یوسف کے بڑے بیٹے عبداللہ سلیم مرحوم کی نماز جنازہ مولانا معین الدین لکھویؒ نے پڑھائی۔ حضرت لکھویؒ کی رحلت کے دوسرے دن میں اور میرے بھائی مولانا رفیق جب مولانا محمد یوسف کو ملے تو بے ساختہ رو کر فرمانے لگے جماعت کا سر جدا ہوگیا ہے پیچھے دھڑ باقی ہے، مولانا یوسف نے حضرت لکھویؒ کی رحلت سے چند دن قبل ایک فلیکس بعنوان اشاعت اسلام کے تین بنیادی [illegible] رائع بنوایا۔

ا۔ بہترین خطیب۔ ۲۔ کامیاب مدرسین [illegible] ۳۔ اسلامی لٹریچر۔

اکثر دوستوں نے دیکھا اور پڑھا ہوگا اس میں شق نمبر 2 کامیاب [illegible] کی فہرست میں مولانا محی الدینؒ اور مولانا معین الدینؒ لکھوی کا ذکر خیر بڑے محبت بھرے لفظوں میں کیا ہے۔

راقم کا خواب:

اسی سلسلہ میں راقم نے لکھویؒ کی رحلت کے چند دن بعد ایک خواب دیکھا کہ پچھلی رات کا آخری حصہ ہے کیا دیکھتا ہوں ایک بہت بڑا اجتماع ہے اجنبی جگہ ہے لکھوی مجمع میں تشریف فرما ہیں تھوڑے فاصلے پر مولانا محمد یوسف کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لکھوی کی نظر مولانا محمد یوسف پر پڑی تو مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا ادھر سے مولانا محمد یوسف نے بھی ہاتھ بڑھایا اور لکھویؒ کو کھینچ لیا دونوں محبت کا معانقہ کرتے ہیں میں نے یہ خواب مولانا محمد یوسف کو سنایا تو کہنے لگے کہ اخلاص کی نشانی ہے۔ مذکورہ مکتوبات گرامی و دیگر علائق سے پتہ چلتا ہے کہ لکھوی علماء کو مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ پر بے حد اعتماد تھا اور ان سے پرخلوص مراسم تھے۔

☆..........☆..........☆

عورت اسلامی معاشرے میں

مولانا رحمت اللہ ڈوگر

عورت کے معاملہ میں یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے کہ معاشرے میں اس کا مرتبہ ومقام کیا ہے؟ اقوالم عالم کی مختلف تہذیبوں، مذاہب اور ممالک کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صنف نازک ان کے ہاں ہمیشہ ہی سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہی ہے۔ یونان وروم اور قدیم یورپ کے علاوہ ہندومت، یہودیت ونسرانیت وغیرہ کے ہاں عورت کی پستی اظہر من الشمس ہے۔ اسی ناانصافی، ظلم وبربریت کے ردعمل میں جدید نظریات مساوات وبرابری، آزادی وروشن خیالی نے جنم لیا جس کا نتیجہ جنسی تعلقات میں بے حد بے اعتدالی، آوارگی اور بے راہ روی کی صورت میں سامنے آیا۔ انسانی معاشرہ جنسی اعتبار سے ابتداء ہی سے افراط وتفریط کا شکار رہا ہے، جدیدیت پسند، مغربی تہذیب سے متاثر افراد، تنظیموں (این جی اوز) کے مسلسل پروپیگنڈے، بنیادی حقوق، برابری اور آزادی کے نام نہاد نعروں نے جنسی آلودگی کے سوا معاشرے کو کچھ نہیں دیا بلکہ عورت کو زینت بازار اور رونق محفل بنا کر رکھ دیا ہے۔ جبکہ اسلامی معاشرہ اس کے بارے میں اعتدال اور توازن کا مظہر نظر آتا ہے، عورت کو اس کا جائز اور مناسب مقام ومرتبہ عطا کر کے گھر کی ملکہ اور رانی کا منصب عطا کرتا ہے۔ والحمدللہ علی ذالک

اسلام سے قبل دور جاہلیت میں صرف عرب ہی کو بطور پس منظر عورت کے معاملہ میں دیکھئے، بے چاری تمام تر بنیادی حقوق سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ موجب ذلت وندامت سمجھی جاتی تھی۔ بعض قبائل تو اسے پیدائش کے فوراً بعد ہی زندہ درگور کر دیتے تھے، اسلام کے دامن شفقت میں عورت کو جو مقام اور مرتبہ ملا اس کا جائزہ لیتے چلئے اور عرب کے زمانہ جاہلیت کو قرآن مجید کی روشنی میں دیکھئے۔ واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا وھو کظیم o یتواری من القوم من سوء مابشربہ ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب الاساء مایحکمون o (النحل: ۵۸، ۵۹)

"اور ان میں سے جب کسی کو بیٹی کی پیدائش کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے نڈھال ہو جاتا ہے، دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے جو بری خبر اسے دی گئی اس کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور (سوچتا ہے) کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے پھرے یا اسے مٹی میں دبا دے (زندہ درگور کردے) آہ کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔"

دیکھتے ہیں کہ یہاں لفظ کظیم آیا ہے، معنی یہ ہیں کہ جو آدمی غصہ روکے رکھے ظاہر نہ ہونے دے دل ہی دل میں کڑھتا رہے اسے کظم سے لیا گیا ہے، مطلب باندھنے اور روزن کو بند کرنے کا بنتا ہے اگر اسے مفعول کے طور پر لیا جائے تو معنی ہوگا غصہ میں شرابور اگر بطور فال لیں تو معنی ہوگا روکنے والا۔ اب واضح ہوا کہ بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر اندر ہی اندر کڑھتے رہتے، غم سے نڈھال ہو جاتے ہیں، چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں، لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں، مارے شرم کے گومگو کا شکار ہو جاتے ہیں کہ لڑکی کو رہنے دیں یا زندہ دفن کر دیں۔

محدث پنجاب حافظ محمد لکھوی ؒ نے اپنی تفسیر محمدی میں لکھا ہے:

بنو تمیم، مضر اور خزاعہ عرب قبائل اپنی اپنی بنات کو زندہ ہی دفن کر دیتے اگر انہیں رکھنا چاہتے تو اُونی جبہ پہنا کر اونٹوں اور بکریوں کے چرانے میں مامور کر دیتے۔ اگر چھ سال کی عمر میں مارنا چاہتے تو جنگل میں گڑھا کھود آتے پھر بچی کو ننھیال یا ددھیال لے جانے کا بہانہ کر کے اس گڑھے کے کنارے لے جاتے اور کہتے کہ اس گڑھے میں دیکھو جب بے چاری دیکھتی تو دھکا دے کر اسے گرا دیتے اور اوپر مٹی ڈال کر دفن کر دیتے تھے۔ (العیاذ باللہ) دیگر مفسرین خلف وسلف نے بھی قریب قریب ایسے ہی لکھا ہے۔ جبکہ اسلام نے بیٹی کو باعث برکت ورحمت فرمایا، زندہ دفن کرنا حرام قرار دیا ہے۔

احسن التفاسیر میں سید احمد حسن دہلوی ؒ بخاری شریف کے حوالہ سے بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لکھتے ہیں کہ جس بندے نے بیٹی کے بارے میں بوجھ برداشت کیا (پرورش سے لے کر شادی بیاہ تک) تو آخرت میں وہ لڑکی جہنم سے اس کے لیے ڈھال بن جائے گی۔

من ابتلی من ھذہ البنات بشیء فاحسن الیھن کن لہ سترا من النار. (بخاری کتاب الزکوۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ واللفظ لہ مسلم "بروصلہ")۔ "جس آدمی کو بیٹیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں ڈالا گیا پھر اس نے ان سے اچھا برتاؤ کیا تو یہ اس کے لیے جہنم سے ستر (پردہ) بن جائیں گی۔" سبحان اللہ

اسی طرح بخاری کتاب الاستقراض باب ماینھیٰ عن اضاعۃ المال میں عورت کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ ان اللہ حرم علیکم حقوق الامھات ووأد البنات ومنعا وھات وکرہ لکم قیل وقال کثرۃ السؤال واضاعۃ المال. "اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں

کی نافرمانی، بیٹیوں کا زندہ دفن کرنا اور کسی کو نہ دینا لیکن خود مانگنا حرام کر دیا ہے، اسی طرح فضول بک بک کرنا بہت سوال کرنے اور مال کو ضائع کرنا مکروہ فرمایا ہے۔" بیٹیوں کی پرورش کرنے والے باپ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:من عال جاریتین دخلت انا وھو الجنة کھاتین واشار باصبعیه "جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی وہ اور میں جنت میں ایسے داخل ہوں گے جیسے میری یہ دو انگلیاں ہیں (اپنی کلمے والی اور بڑی انگلی کو ملا کر فرمایا۔" عورت کو بحیثیت ماں اسلام نے بہت مقام عطا کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے حضرت میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:امک قال ثم من قال ، امک قال ثم من قال، امک قال ثم من قال ابوک. تین حق ماں کے بتلا کر چوتھا حق باپ کا بتلایا۔(بخاری کتاب ادب باب من احق الناس بحسن الصحبه) اب عورت بحیثیت بیوی اسلام کی نظر میں دیکھئے۔فرمایا کہ اس کا مہر مقرر کرنے کے بعد بطریق احسن ادا کرو واتوالنساء صدقاتھن نحلة "اے مردو عورتوں کو ان کے (حق مہر) خوش دلی سے ادا کرو۔" (النساء:۴) حدیث التفاسیر ص ۱۱۱ پر لکھا ہے عروہ بن زبیر کے سوال پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شان نزول بیان فرمایا اے بھانجے جن کے پاس خوبصورت اور مالدار یتیم بچیاں زیر کفالت ہوا کرتی تھیں تو وہ لوگ حسن و جمال کی خاطر ان سے نکاح کر لیتے پھر ان سے کماحقہ حسن سلوک سے پیش نہ آتے۔(اور مہر ادا کرنے میں پس و پیش کرتے) انہیں اس قبیح عمل سے منع کیا گیا اور عورتوں کے حقوق کی پاسداری کا پابند بنایا گیا ہے۔یاد رہے مرد کو چار بیویوں کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ ان کے حقوق پورے پورے ادا کرے، مساوات اور برابری کا دامن نہ چھوڑے بصورت دیگر کل قیامت کے دن جسم کا ایک حصہ مفلوج ہو کر (شل ہو کر) گھسیٹا جائے گا۔نیز پہلے لوگ اپنی بیٹی کا عقد و نکاح کرتے تو مہر خود وصول کر کے اپنے مصرف میں لایا کرتے تھے، فرمایا مہر تو عورت کا حق ہے اسی کو ملے گا اور ہاں اگر وہ خود برضا اس میں سے کچھ دے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔خاوند کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیه خیرا کثیرا "اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ پر زندگی گزارو اگر تم انہیں ناپسند کرو ممکن ہے جو چیز تمہیں بری لگے مگر اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی فرما دے" (النساء:۱۹)

اس آیت کریمہ میں کتنے اچھے پیرائے اور احسن انداز میں خاوند کو بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا پابند کیا گیا ہے۔کیونکہ اسلام سے قبل تو بیوہ کے خاوند کا وارث دیگر وراثت کے ساتھ بیوہ کو بھی اپنا موروثی حق سمجھتا اور بغیر مہر ادا کئے خود نکاح کر لیتا یا دوسری جگہ نکاح کر کے مہر خود وصول کیا کرتا تھا۔یہ بھی ہوتا کہ مالدار بیوہ کو نکاح ثانی نہ کرنے دیتے تاکہ اس کے مرنے کے بعد مال کے خود ہی وارث بن جائیں۔ایسے بھی ہوتا اگر منکوحہ سے نفرت ہو گئی تو اس سے ناروا سلوک کرتے، بداخلاقی اور بدسلوکی سے پیش آتے تاکہ تنگ آ کر بغیر مہر لیے طلاق لے کر چلی جائے یا پھر طلاق دے کر بھی پابند کرتے کہ میری اجازت کے بغیر نکاح ثانی نہ کرے گی اور بعد میں رقم لے کر دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت دیا کرتے تھے۔جبکہ اسلام کہتا ہے کہ تمہاری بود و باش نیکی اور انصاف پر مبنی ہو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہوائے نفس کے اسیر بن کر ظلم واستبداد پر کمربستہ ہو جاؤ، چنانچہ معروف حدیث ہے جسے ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان وغیرہ محدثین نے بیان کیا ہے خیرخیرکم لاھله وانا خیرکم لاھلی(او کما قال ﷺ) تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل (بیوی) کے لیے بہتر ہے۔ایام مخصوصہ یعنی حیض کے دنوں میں عورت سے انتہائی بدسلوکی کا معاملہ کیا جاتا تھا، خاوند اس سے لاتعلقی اور بیزاری کا معاملہ کرتا، نہ اسے اپنے بستر پر آنے دیتا اور نہ ہی اس کے ساتھ کھاتا پیتا، نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا:اقنصوا کل شیء الا النکاح تم ہمبستری کے علاوہ عورت سے سب کچھ کر سکتے ہو۔(مسلم:۳۰۲)

ان حقائق کی روشنی میں قارئین اب خود فیصلہ کریں اور دیکھیں کہ اسلام نے عورت کے حقوق اور مقام کا کتنا خیال رکھا ہے؟ جبکہ جدید مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر افراد کے ذریعے ان کے بنیادی حق کو ہم جنس پرستی کے فروغ اور اس کی حوصلہ افزائی کر کے سلب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔جس سے مرد حضرات عورت کی ضرورت ہی محسوس نہیں کریں گے اور عورتیں اپنے اس بنیادی حق کو کیسے حاصل کریں گی؟ کیا یہ عورت کے بنیادی حق پر ڈاکہ ڈالنے کی جسارت نہیں ہے؟ یہ کون سے حقوق نسواں کی بات ہے؟ خواتین عالم اسلام کے دامن شفقت میں آ جاؤ تمہارے تمام حقوق اور جائز مقام تمہیں ضرور ملے گا اگر تم نے اسلامی احکامات کو فراموش کر کے تہذیب کاری کو اپنائے رکھا تو یہ فحاشی و عریانی پھیلانے والی جدید مغربی تہذیب تمہاری عزت کو خاک میں ملا دیں گی۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

"توفی" کی وضاحت

عطاء محمد جنجوعہ

مظہر احمد درانی (مرزائی) نے اعتراض کیا ہے کہ "انی متوفیک" میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو وفات دینے یعنی طبعی موت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لفظ "توفی" مادہ وفا سے مشتق ہے اس کے اصلی اور حقیقی معنی اخذ الشئی و افیا کے ہیں یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا کہ باقی کچھ نہ رہے۔ چنانچہ "توفی" کے حقیقی اور اصلی معنی استیفاء اور استکمال کے ہیں لیکن موت کے معنی مجازی ہیں البتہ "توفی" سے اگر کسی جگہ موت کے معنی مراد لئے گئے ہیں تو وہ کنایہ اور لزوماً مراد لئے گئے ہیں اس لیے استیفاء عمر اور اتمام عمر کے لیے موت لازم ہے۔ "توفی" عین موت نہیں بلکہ موت تو "توفی" کا بمعنی اکمال عمر اور اتمام زندگی کا ایک ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ میت کے "توفی" کا معنی یہ ہیں کہ اس کی موت حیات کو پورا کرنا اور اس کی دنیاوی زندگی کے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو پورا کر دینا۔

عربی کے ماہرین کے نزدیک "توفی" کے تین معنی ہیں۔

1۔ پورا پورا لے لینا۔ 2۔ پورا پورا کر دینا۔ 3۔ مقررہ کام یا مدت کو پورا کرنا۔ پھر اسی مادہ کے تین معانی مجازی بھی ہیں 4۔ نیند۔ 5۔ وفات۔ 6۔ مقررہ مقدار سے زیادہ دینا، یہ کل چھ معانی ہیں تین حقیقی اور تین مجازی۔

الغرض "توفی" کے جس قدر محاورات و استعمالات ہیں، قرآن و حدیث اور کلام عرب میں اس کے حقیقی اور مجازی معنی اخذ الشئی وافیا یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہی ملحوظ ہیں۔ چنانچہ جس لفظ کے کئی معنی ہوں اسکو ایک معنی میں معین کرنے کے لیے ضرور ضرور کوئی قرینہ موجود ہونا چاہیے کیونکہ متکلم کی مراد ایک وقت میں اس لفظ سے ایک ہی ہوتی ہے پس "توفی" کے ساتھ اگر موت اور اس کے لوازمات کا ذکر ہوگا تو اس کے معنی موت ہوں گے اور اگر نیند اور اس کے مقتضیات مذکور ہوں گے تو "توفی" معنی سلا دینا ہوں گے اور اگر اس کے ساتھ ذکر رفع کا ہوگا تو اس سے مراد رفع ہوگی اور اگر اس کے ساتھ درہم و دینار وغیرہ اشیاء کا ذکر ہوگا تو اس کے معنی ان کا قبض کرنا ہوں گے اور اگر اس کے ساتھ عدد گنتی کا لفظ ہوگا تو اس کے معنی پورا پورا گن لینا ہوں گے۔ لفظ "توفی" کی حقیقت موت نہیں بلکہ "توفی" موت کے علاوہ کوئی اور شے ہے۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون. (الزمر: ۴۲)

"اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقررہ وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے، غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں صاف ظاہر ہے کہ "توفی" بعینہٖ موت کا نام نہیں بلکہ "توفی" موت کے علاوہ کوئی اور شے ہے جو کبھی موت کے ساتھ جمع ہوتی ہے اور کبھی نیند کے ساتھ۔

مذکورہ آیت میں "توفی" کی موت اور نیند کی طرف تقسیم اس امر کی صریح دلیل ہے کہ "توفی" اور موت الگ الگ چیزیں ہیں اور حین موتھا کی قید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ "توفی" موت کے وقت ہوتی ہے عین موت نہیں ورنہ خود شے کا اپنے لیے ظرف ہونا لازم آتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ معنی "توفی" تو وہی استیفاء اور اخذ الشئی وافیا یعنی شے کو پورا پورا لینے ہی کے ہیں۔ "توفی" میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں صرف "توفی" کے متعلق میں تبدیلی ہوئی ایک جگہ "توفی" کا معنی متعلق موت ہے اور دوسری جگہ نوم (نیند)۔ وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیه لیقضی اجل مسمی۔ "اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر تم کو جگا اٹھاتا ہے تا کہ میعاد تمام کر دی جائے،" (الانعام: ٦٠) اس مقام پر بھی "توفی" موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ نیند کے موقع پر "توفی" کا استعمال کیا گیا۔

حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ:
ان آیتوں میں "توفی" کی دو انواع موت اور منام مذکور ہوئی ہیں، "توفی" بالموت کی صورت قبض روح مع الامساک ذکر کی گئی ہے اور توفی بالنوم کی صورت قبض روح الارسال بیان کی گئی ہے، بس قبض روح جو دونوں میں مشترک ہے جنس ہے امساک اور ارسال فصل ہے۔

محمد ادریس کاندھلوی نے اس آیت کی تفسیر میں غور طلب نکتہ بیان کیا ہے:
نیز یہ کہ "توفی" بمعنی الموت تو ایک عام شے ہے جس میں تمام مومن اور کافر، انسان اور حیوان سب ہی شریک ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے، جو خاص طور پر ان سے "توفی" کا وعدہ فرمایا گیا؟ قرآن کریم کی تتبع اور استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ "توفی" کا وعدہ حق تعالیٰ نے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اور کسی سے نہیں فرمایا (احتساب قادیانیت

۲۲۰/۲) پروفیسر محمد اکرم نسیم ججہ لکھتے ہیں: "الـی متـوفیک" کے معنی پورا پورا لینے کے کئے جائیں جو کہ "توفی" کے حقیقی معنی ہیں تو بـل رفـعه الله الیـه سے وعدہ پورا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جسم اور روح سمیت یعنی پورا پورا آسمان پر اٹھالیا لیکن اگر مرزائیوں کے مطابق "تـوفـی" کے معنی موت لیا جائے تو پھر ان کے ذمہ ہے کہ وہ اس وعدہ کا ایفاء لفظ ماضی سے دکھائیں جو منجانب اللہ ہو میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرزائی ،عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں لفظ "توفی" کو صیغہ ماضی قرآن حکیم میں سے قیامت تک نہیں دکھا سکے گا گویا ثابت ہوا اگر "تـوفی" کا مطلب موت ہوتا تو دوسرے تین وعدوں کی طرح اس کے ایفاء کا ثبوت بھی قرآن حکیم سے ملنا ضروری تھا مگر ایسا نہ ہوا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "تـوفـی" کا مطلب یہی تھا کہ پورا پورا لے کر یعنی جسم اور روح آسمان پر اٹھائیں گے اور یہ وعدہ بھی قرآن کی رو سے پورا ہو چکا ہے۔ (حیات مسیح: ص ۷۶) مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار اپنی تحریروں میں "توفی" کے معنی موت ہی کرتے ہیں، اسی طرح مظہر درانی نے چیلنج کیا ہے کہ قرآن و حدیث اور لغت عرب میں اس کے معنی سوائے موت کے کوئی ہو نہیں سکتا۔ اس سلسلہ میں حدیث نبوی ﷺ پیش خدمت ہے: "اذا رمـی الـجمـار لایـدری أحـدمـالـه حتـی یتـوفاه الله یوم القیامة ." (صـحـحه الحافظ المنذری فی الترغیب والترهیب باب الترغیب فـی رمـی الحمـار ۲ / ۳۳۰) "جب حاجی جمرات (کنکروں، چھوٹے پتھروں) کی رمی کرتا ہے تو کوئی نہیں جانتا کہ اس کا اجر کیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دے گا۔" یہاں "تـوفی" کا معنی روح نکالنا، روح قبض کرنا، فوت کرنا یا جان سے مار ڈالنا نہیں ہے کیونکہ قیامت کے دن بندوں کو فوت نہیں کیا جائے گا بلکہ زندہ کیا جائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ جناب درانی صاحب! مذکورہ حدیث میں فاعل کون ہے؟ اور مفعول کون؟ غور و فکر کی دعوت دیتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے میں خدا ہوں۔ ورأیتنی فی المنام عیـن الـله وتیقنت اننی "میں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خواب دیکھا کہ میں خود خدا ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔" (آئینہ کمالات اسلام ۵۶۴ مندرجہ روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۶۴ از مرزا قادیانی) مرزا نے مذکورہ صفحہ کی سطر نمبر 14 میں اخـذربـی واستو فانی لکھا ہے اس جگہ فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول مرزا صاحب ذی روح اور اس سے مراد موت نہیں ہے چنانچہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار مظہر درانی صاحب کا یہ کہنا لفظ "توفی" روح کے کسی معنی میں مستعمل نہیں ہوتا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔

اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل (7) اشتہارات کا

مکمل سیٹ مفت منگوائیں

﴿ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے درج ذیل فور کلر خوبصورت (7) اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے﴾

☆ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر **قادر** ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!

☆ نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت! ☆ اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام

☆ نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات ☆ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آمین بالجہر کا ثبوت!

☆ سورۃ فاتحہ خلف الامام کا ثبوت ☆ اثبات رفع الدین

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ ضروری ہے، ڈاک خرچ ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا (ان شاء اللہ)

بذریعہ منی آرڈر: محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان 0333-8556473

ڈائری جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ

محمد سلیمان شاکر

جماعت اہلحدیث کا ہمیشہ لائحہ عمل اعلائے کلمۃ اللہ رہا ہے اور اسی بناء پر ہردور میں جماعتی قائدین اور ارکان ہر اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے میدان عمل میں اترتے ہیں جو وطن عزیز کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے ساتھ ساتھ ملک وملت کے لیے ناسور ثابت ہو۔اسی سلسلہ کی ایک کڑی گوجرانوالہ یونٹ کا وہ قابل تحسین قدم ہے جو وہ صوبائی امیر جناب میاں محمد سلیم شاہد کی سرپرستی میں ماہانہ تبلیغی پروگرامز کا انعقاد کر کے احسن طریق سے ادا کررہے ہیں۔حسب معمول گزشتہ ماہ میں بھی جماعت کے زیراہتمام مختلف مساجد میں 10 تبلیغی پروگرامز انعقاد پذیر ہوئے،جس میں جماعتی خطباء کے ساتھ دیگر مقررین کو بھی مدعو کیا گیا۔

شیخ الحدیث شارح بلوغ المرام حضرت مولانا حافظ محمد عباس انجم حفظہ اللہ نے مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی میں حجیت حدیث اور فضائل معارف القرآن کے عنوان پر شاندار خطاب فرمایا اور براہین قاطعہ کے انبار سے یہ ثابت کیا کہ جب تک حدیث پر عمل نہ ہوگا،اس کی اہمیت کو اجاگر نہ کیا جائے گا تب تک قرآن مجید کو سمجھنا مشکل وناممکن امر ہے۔نائب ناظم اعلیٰ مولانا ظفر اقبال ربانی نے مسجد البدر اعوان چوک میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل ومناقب پر گفتگو کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ صحابہ کرامؓ کی محبت عین ایمان ہے اور صحابہؓ کے منکر کی نجات نہیں ہوگی۔جامع مسجد حسن بن علیؓ اہلحدیث میں قاری محمد حنیف ربانی نے فضائل امت محمد ﷺ کے عنوان پر بے مثال خطاب فرمایا اور حالات حاضرہ کو حسب معمول اپنے الفاظ کے قالب میں محیط کر کے شاندار تبصرہ فرمایا۔اسی پروگرام میں ناظم تبلیغ مولانا قاری عبدالوحید ساجد،مولانا رحمت اللہ ارشد اور راقم الحروف نے گفتگو کی اور لوگوں کو جماعت اہلحدیث کی خدمات سے متعارف کروایا۔جامع مسجد آفاق اہلحدیث مدنی روڈ کھیالی میں راقم نے یتیموں کے آنسوں جبکہ قاری محمد حنیف ربانی نے نافرمان عورتوں کے عبرتناک انجام پر خطاب کیا۔

جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث حیدری روڈ میں مولانا حکیم صفدر عثمانی نے اہمیت نماز پر عالمانہ،محققانہ خطاب فرمایا۔موصوف نے قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویؐ سے استدلال لیتے ہوئے نماز کو ہی ایمان قرار دیا اور پھر گفتگو کا رخ پھیر کر مسلک اہلحدیث کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج الحمدللہ ہم ہی وہ واحد جماعت ہیں جو"صلوا کما رایتمونی اصلی" کی عملی تفسیر ہیں۔نماز میں اگر فاتحہ،آمین بالجہر اور رفع الیدین نہ ہوگی تو وہ نماز قابل قبول نہیں۔بعدازاں حاضرین کی کثیر تعداد میں آپ سے سوالات کر کے اپنی علمی تشنگی کو مٹاتی رہی۔اس پروگرام میں مولانا صفدر عثمانی نے قرآن پڑھتے ہوئے شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کی یاد تازہ کردی،جس سے سامعین آبدیدہ ہوکر ہمہ تن سراپا گوش ہوکر آپ کی گفتگو مکمل انہماک سے سنتے رہے۔سابق ضلعی امیر مولانا حکیم طارق محمود ثاقب نے مسجد توحید اہلحدیث کلرآبادی میں شاندار خطاب کیا جبکہ محمدی مسجد نوشہرہ روڈ میں راقم نے"ویلنٹائن ڈے کی حقیقت" کے عنوان پر مغربی تہذیب کے دلدادہ نوجوان نسل کے مردہ ضمیروں کو بیدار کرتے ہوئے قرآن وسنت کے دلائل سے کاری ضربیں لگائیں اور عوام الناس کو مغربی تہذیب کی تباہ کاریوں سے آگاہ کرتے ہوئے اپنی عظمت رفتہ کے نقوش پر چلنے کی دعوت پیش کی۔تبلیغی پروگرامز کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات پر خطبات جمعہ کے اجتماعات کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں راقم کے ہمراہ صوبائی سیکرٹری اطلاعات حافظ عبدالقدیر بٹ کی کاوشوں اور انتھک محنتوں نے اللہ کا فضل وکرم کماتے ہوئے خاطرخواہ کامیابی اور مبارکبادیں وصول کیں۔صوبائی امیر جناب میاں محمد سلیم شاہد نے ان اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے لوگوں کو جماعت اہلحدیث کے دستور ومنشور سے آگاہ کیا اور اسلاف کے مشن کی اس پاسبان جماعت میں شمولیت کی دعوت دی۔مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی نے مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی میں شرم وحیاء اور اسلامی تہذیب کے تقاضوں پر علمی گفتگو کرتے ہوئے سلطان المناظرینؒ کی یاد تازہ کردی۔آپ نے کہا اگر حیاء نہیں تو ایمان نہیں یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔مسلمان ویلنٹائن ڈے،بسنت،اپریل فول اور نیو ائیر نائٹ جیسے حیاء باختہ پروگراموں میں غرق ہوکر اپنے دین و مذہب کی اقدار کو فراموش کرتے جارہے ہیں اور یہ اغیار کی بہت بڑی سازش ہے۔تبلیغی میدان میں کارکردگی کے ساتھ عوامی رابطہ مہم بھی جاری رہی،نائب امیر پنجاب مولانا قاری محمد افضل سلفی نے مختلف لوگوں سے اس سلسلہ میں ملاقاتیں کیں اور جماعت میں شمولیت کی دعوت دی۔حضرت مولانا عبداللہ نثار کی اہلیہ محترمہ مولانا حکیم محمد صفدر عثمانی کی نواسی اور مولانا یوسف راشد کے والد محترم کی وفات پر جماعتی احباب نے جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے مرحومین کے لواحقین سے وفود کی صورت میں مل کر اظہار تعزیت کرتے رہے۔اس ماہ کا آخری اجلاس 19 فروری بروز اتوار حافظ عبدالقدیر بٹ کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا،جس میں سابقہ پروگرامز کی کامیابی پر حضرت الامیر نے کارکنان وذمہ داران کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ شیڈول ترتیب دینے کی ذمہ داری لگائی۔علاوہ ازیں اجلاس میں یہ طے پایا کہ جماعتی تعارف کے لیے شہر کے مختلف مقامات پر ہورڈنگ بورڈ آویزاں کروائے جائیں گے اور جماعتی نظم کو مزید فعال بنانے کے لیے رابطہ مہم جاری رہے گی۔جناب حافظ عبدالقدیر بٹ ٹریفک حادثہ کے بعد اب روبصحت ہورہے ہیں،جماعتی احباب دعاؤں میں یاد رکھیں۔(ادارہ)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون ہیڈ آفس (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ 6581025 (042) تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

یا حي — جمعیۃ اہلحدیث پاکستان فیصل آباد کے زیر اہتمام — یا قیوم

فقید المثال تاریخی سالانہ عظیم الشان

جلسہ عام

بتاریخ: 9 مارچ 2012ء بروز جمعۃ المبارک

بمقام: اقبال پارک دھوبی گھاٹ فیصل آباد

زیر صدارت
مفتی عبیداللہ خاں عفیف
امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان

مفتی نصراللہ عزیز
ممبر امن کمیٹی
فیصل آباد

مہمان خصوصی
محترم جناب
چاچا عبدالرشید
چیف آف آرگنائیزر

محترم جناب
حکیم محمد سعید احمد

محترم جناب
ڈاکٹر عظیم

خصوصی خطاب

قائد اہلحدیث ۔ مقرر انقلاب ۔ بطل حریت

علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث پاکستان

مرکزی قائدین جمعیت اہلحدیث پاکستان

- مولانا سید سبطین شاہ نقوی
- مولانا ثناء اللہ بھٹی
- محمد علی یزدانی
- مولانا اسد اللہ سبحانی
- مولانا انور ساجد، مولانا عبدالقیوم ظہیر
- حافظ محسن جاوید
- حافظ ہشام الٰہی ظہیر
- حافظ معتصم الٰہی ظہیر

خطابات ارشاد فرمائیں گے۔

صوبائی رہنما جمعیت اہلحدیث پاکستان

- مولانا شیخ سلیم الرحمن
- مولانا ابراہیم محمدی ۔ مولانا بلال مدنی
- ملک عبدالرحمن ۔ عبدالمجید رحمانی

- مولانا عبدالواحد دانش ناگروی
- مولانا صدیق مدن پوری
- حافظ خالد محمود انصاری ۔ عاصم بخاری
- اقین فاروقی ۔ عبدالمنان مدن پوری

منجانب: حافظ عبدالمنان مدن پوری 0301-6011469 0300-6555178